شمارہ: 32

ماہانہ خبر نامہ

انجمن خدّام القرآن

سندھ، کراچی، رجسٹرڈ

ستمبر 2021ء بمطابق صفر المرجب 1443ھ

فرمان الٰہی و فرمان نبوی ﷺ

اداریہ

نفاذ دینِ اسلام میں ہی انسانیت کی فلاح ہے

اقامت دین کی جدوجہد میں خواتین کا کردار

اسی کے شعلے سے ٹوٹا شرارِ افلاطوں!

آئینہ رومی رحمۃ اللہ علیہ

انجمن خدّام القرآن سندھ کے تحت جاری تدریسی سرگرمیاں

شعبہ سمع و بصر

انجمن خدّام القرآن سندھ، کراچی، رجسٹرڈ
مرکزی دفتر B-375 علامہ شبیر احمد عثمانی ؒ روڈ بلاک 6، گلشن اقبال کراچی۔ فون نمبر: 7-021-34993436

فرمان الٰہی

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنۡ رِّجَالِكُمۡ وَلٰـكِنۡ رَّسُوۡلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَىۡءٍ عَلِيۡمًا ۝٤٠ (سورۃ الاحزاب:40)

ترجمہ:

محمد ﷺ تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں ہیں بلکہ آپ ﷺ اللہ کے رسول ہیں اور سب نبیوں پر مہر ہیں اور یقیناً اللہ سب چیز کا علم رکھنے والا ہے۔

تشریح:

زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ جو کہ نبی اکرم ﷺ کے منہ بولے بیٹے تھے اسی سورۃ مبارکہ میں واضع کر دیا گیا کہ منہ بولے بیٹے کی کوئی حقیقت نہیں اسی بات کو اس آیت مبارکہ میں ایک دوسرے انداز سے بیان فرمایا گیا کہ محمد ﷺ تم میں سے کسی مرد کے باپ نہیں نبی کریم ﷺ کی جو بھی اولاد نرینہ تھی اسے اللہ تعالیٰ نے بچپن میں ہی اٹھا لیا تھا آپ ﷺ اللہ کے رسول اور خاتم الانبیاء ہیں آپ ﷺ کی آمد سے نبیوں کے سلسلہ پر مہر لگ گئی اب آپ کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا چنانچہ جاہلیت کی غلط رسومات اگر آپ ختم نہ کرتے تو کون کرتا؟ آپ ﷺ نے اپنے منہ بولے بیٹے کی مطلقہ سے نکاح کر کے حتمی طور پر اس رسم کا خاتمہ کر دیا کہ منہ بولے بیٹے کی کوئی حقیقت نہیں ہے۔ (بیان القرآن: حضرت ڈاکٹر اسرار احمدؒ)

فرمان نبوی ﷺ

عَن ثوبان رضی اللہ عنہ قال رسول اللہ ﷺ أنّه سَيَكُونُ فِي أُمَّتِي ثَلَاثُونَ كَذَّابُونَ، كُلُّهُمْ يَزْعُمُ أَنَّه نَبِيٌّ وَ أَنَا خَاتَمُ النَّبِيِّينَ لَا نَبِيَّ بَعْدِي

(ابوداؤدو جامع ترمذی)

ترجمہ:

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا میری امت میں تیس جھوٹے مدعی نبوت پیدا ہوں گے ہر ایک یہی کہے گا کہ میں نبی ہوں حالانکہ میں خاتم النبیین ہوں اور میرے بعد کوئی نبی نہیں اور جو کوئی بھی یہ دعویٰ کرے گا وہ جھوٹا کذاب ہو گا۔

تشریح:

یہ حدیث مبارکہ ختم نبوت کے اوپر دلیل قطعی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے بالکل دوٹوک انداز میں فرمادیا کہ میں خاتم النبیین ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں اور جو کوئی یہ دعویٰ کرے گا وہ جھوٹا کذاب ہو گا۔

نفاذِ دینِ اسلام وقت کی اہم ضرورت

اداریہ

قارئین محترم! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

امیدِ وافر بذاتِ غافر ہے کہ خبر نامہ انجمن ماہِ ستمبر 2021 کا یہ شمارہ آپ کو، آپ کی اور آپ کے اہل خانہ کی سلامتی صحت اور ایمان کی بہترین کیفیت کے ساتھ موصول ہو گا۔ آمین

قارئین محترم! آج انسانیت ظلم وستم کا شکار ہے، انسان انسان سے بے گانہ ہے، نفسا نفسی کا عالم ہے۔ اگرچہ سائنس اور ٹیکنالوجی اپنے عروج پر ہے اور ترقی یافتہ ممالک میں دولت کی ریل پیل ہے لیکن انسانیت آج بھی غربت وافلاس کے ہاتھوں سسک رہی ہے۔ یورپ میں 18 سال کی عمر کو پہنچنے پر لڑکے اور لڑکیوں کو گھروں سے نکال باہر کیا جاتا ہے۔ اور پھر زمانے کی ٹھوکریں کھانے کے بعد بالآخر وہ کہیں نہ کہیں اپنا ٹھکانہ ڈھونڈھ ہی لیتے ہیں۔ اور جب وہ کسی قابل ہو جاتے ہیں تو پھر وہ اپنے والدین کو نہیں پوچھتے۔

مغرب میں قانونی پیچیدگیوں کے سبب شادی کیے بغیر ساتھ رہنا اور ناجائز بچوں کو جنم دینا معاشرے میں قابل قبول ہوتا جا رہا ہے۔ انسان تعلقات کو بوجھ سمجھنے لگا ہے اور مذہب، رشتوں، اخلاق و قانون سے آزاد زندگی گزارنے کا خواہش مند ہے۔ کیپیٹل ازم نے انسان کو زیادہ سے زیادہ کمانے، زیادہ سے زیادہ خرچ کرنے اور ہر طرح کی سہولتیں و آسائشیں جمع کرنے کی نہ ختم ہونے والی دوڑ میں لگا دیا ہے۔

جرائم، منظم جرائم کی شکل اختیار کر چکے ہیں۔ جنہوں نے عوام الناس کا جینا دوبھر کیا ہوا ہے اور عالمی سطح پر بربریت، ظلم واقتدار کے حصول کے لیے پوری انسانیت کا خون بہایا جا رہا ہے۔ آج پوری دنیا میں سیکولرازم کا راج ہے۔ جو اللہ کے خلاف نوعِ انسانی کی سب سے بڑی بغاوت ہے، اور اللہ کو صرف عبادت گاہوں تک محدود کر دیا گیا ہے۔ مذہب محض انفرادی سطح پر ایک عقیدہ (dogma) بن کر رہ گیا ہے۔ مذہب کا اجتماعی زندگی سے تعلق منقطع کر دیا گیا ہے۔ بڑے طاقتور ممالک چھوٹے اور کمزور ممالک کے قدرتی وسائل پر نظریں گاڑے بیٹھے ہیں۔ اور مختلف حیلے بہانوں سے اسے ہڑپ کر رہے ہیں۔ عالمی ادارے جو عدل وانصاف، امن وامان کو قائم کرنے، ظالم کو ظلم سے روکنے اور مظلوم کی دادرسی کے لیے بنائے گئے تھے، ناکام ہو چکے ہیں۔ الیکٹرونک اور پرنٹ میڈیا کے ساتھ سوشل میڈیا نے انسانیت کی بچی کچھی قدروں کی بھی دھجیاں اڑا دی ہیں۔

چناں چہ آج وقت کی اہم ترین ضرورت یہ ہے کہ ''نفاذ دینِ اسلام'' کی ایک بھرپور مہم چلائی جائے۔ تاکہ انسانیت کو ظلم واستبداد سے نجات دلائی جائے، معاشرہ کے ہر شخص کے حقوق اور ذمہ داریوں کا تحفظ کیا جائے، معاشرہ کو تمام شرور سے محفوظ بنایا جائے، عدل وانصاف کا بول بالا کیا جائے۔ ایک اسلامی فلاحی ریاست قائم کی جائے، ایک ایسی ریاست بنائی جائے جس میں اللہ کی بڑائی کو تسلیم کیا جائے، قرآن وسنت کی تعلیمات کو عام کیا جائے، جس میں بڑے سے بڑا ظالم بھی چھوٹا سمجھا جائے جب تک کہ اس سے ظلم کا حساب نہ لے لیا جائے اور جہاں کمزور سے کمزور مظلوم بھی بڑا سمجھا جائے جب تک کہ اسے اس کا حق دلا نہ دیا جائے۔ جہاں حکمران نبی کریم ﷺ کے قول کے مطابق "سید القوم خادمھم" قوم کے سرداران کے خادم ہوں، زکوۃ وعشر اور وراثت کے اسلامی قوانین کے نفاذ کے ذریعے سے دولت چند ہاتھوں سے نکل کر عوام تک پہنچ جائے اور غربت وافلاس کا خاتمہ ہو جائے، جہاں تمام انسان، انسان ہونے کے ناتے برابر ہوں اور لونی، لسانی، نسلی کوئی تفریق باقی نہ رہے، عزت کا معیار روپیہ کے بجائے تقوی ہو جائے۔ ہر انسان کو اخروی کامیابی کی فکر پیدا ہو جائے اور اللہ کو راضی کرنا انسانوں کا سب سے بڑا نصب العین بن جائے۔ اللہ تعالی ہمیں نفاذ دین اسلام مہم میں اپنا بھرپور حصہ ڈالنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

قسم خدا کی نہ مال ودولت نہ ساز وسامان چاہتے ہیں
خدا کے بندوں ہم اس وطن میں نفاذ قرآن چاہتے ہیں
یہاں ہو صدیق کی صداقت، یہاں ہو فاروق کی عدالت
یہاں علی کی بہادری ہو، غنائے عثمان چاہتے ہیں
معاشرہ جن سے بنے مثالی ہم ایسے انسان چاہتے ہیں
خدا کے احکام چاہتے ہیں نبی ﷺ کے فرمان چاہتے ہیں
خدا کے بندوں ہم اس وطن میں نفاذ قرآن چاہتے ہیں

والسلام
ڈاکٹر محمد الیاس
مدیرِ تعلیم، انجمن خدام القرآن سندھ، کراچی

نفاذ دینِ اسلام میں ہی انسانیت کی فلاح ہے

راحیل گوہر صدیقی

انسان اپنی فطرت اور افتادِ طبع کی بنا پر اجتماعیت پسند واقع ہوا ہے۔اجتماعیت کا یہ خاصّہ ہے کہ وہ امدادِ باہمی اور اخوت و یگانگت کے جذبات کو فروغ دیتی ہے۔اور زندگی کے نشیب و فراز میں سہارے فراہم کرتی ہے۔اور انسان، انسانیت کے دشمنوں سے نبرد آزما ہونے کے لیے اسی چیز کو اپنے لیے ڈھال بناتا ہے۔ قرآن حکیم نے بھی اسی کو اصل قوت قرار دیا ہے۔ارشاد ربانی ہے:

''اور اللہ کی رسی کو مضبوطی سے تھامے رکھو اور آپس میں پھوٹ نہ ڈالو، اور اللہ نے تم پر جو انعام کیا ہے اسے یاد رکھو کہ ایک وقت تھا کہ تم ایک دوسرے کے دشمن تھے۔ پھر اللہ نے تمہارے دلوں کو جوڑ دیا اور تم اللہ کے فضل سے بھائی بھائی بن گئے۔'' (آلِ عمران)

اس آیت سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نہیں چاہتا کہ جس اجتماعیت میں اس نے اپنے بندوں کو جوڑا ہے ان میں کسی قسم کی لسانی، نسلی، قبائلی، قومی، اور رنگ و نسل کی آمیزش سے اجتماعیت کے اجلے چہرے کو داغدار کیا جائے۔ تسبیح کے دانے خواہ الگ الگ رنگ کے ہوں مگر پروئے ایک ہی ڈوری میں ہوتے ہیں۔

چناں چہ جب اجتماعیت کی فضا قائم ہو جائے تو پھر لازمی طور پر اس کے دائرے کو قائم رکھنے کے لیے کسی نہ کسی اصول، نظم و ضبط اور قوانین کی ضرورت محسوس ہوتی ہے۔ بنا کسی ضابطۂ حیات کے اجتماعیت کا قافلہ صحیح ڈگر پر چل نہیں سکتا۔اس لیے کہ کسی قوم یا اجتماعیت کے لیے اس وقت تک راحت و انبساط والی زندگی گزارنا ممکن نہیں جب تک اس میں حقیقی اتحاد موجود نہ ہو کوئی قوم اس وقت تک حقیقتاً متحد نہیں ہو سکتی، جب تک انسانی معاملات میں نیک و بد کے متعلق اس کے اندر پورا شعور اور اس میں وسیع ہم آہنگی پیدا نہ ہو جائے۔اور جب تک وہ قوم یا جماعت کسی دائمی اور مستقل اخلاقی قانون سے پید ہونے والے اخلاقی ضابطے پر متفق نہ ہو جائے۔اس سے صاف ظاہر ہے کہ اس کو عملی شکل دینے کے لیے انسان کو کسی نہ کسی مذہب کی ضرورت پیش آتی ہے۔

ہمارے انتہائی ترقی یافتہ سائنس داں اب اس حقیقت کا احساس کرنے لگے ہیں کہ وہ طبیعیات میں کشف و تحقیق کی بنا پر فوق الطبیعیات مسائل کا کوئی جواب مہیا نہیں کر سکے، لہٰذا انہوں نے اب اس بات کی امید ہی ترک کر دی ہے کہ سائنس اخلاق و آداب کے دائرے میں ہدایت کا ذریعہ بن سکتی ہے یا کبھی بنے گی۔

ان کا یہ عقیدہ تو ہے کہ سائنس عالم انسانیت کو علم و عمل کے بدرجہا عجائب خیز کارناموں تک پہنچائے گا، تاہم ان کو اس حقیقت کا ادراک بھی ہو چکا ہے کہ سائنٹفک سعی وجہد کو انسان کے اخلاق اور روحانی زندگی سے براہِ راست کوئی تعلق نہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ سائنس کسی بھی دور میں یقین و وثوق کے ساتھ یہ نہیں بتا سکی کہ راحت و بہبود کے حصول کے لیے انسان کو کیا لائحہ عمل اختیار کرنا چاہیے غرض کہ اخلاق و آداب، معروف و منکر، حلال و حرام، جائز و ناجائز کے مسائل سائنس کے دائرے سے باہر ہیں۔اور پھر یقیناً ان تمام مسائل کا تعلق اور اس کا حل مکمل طور پر صرف مذہب کے پاس ہے۔ چناں چہ اس کے لیے شریعت کا نفاذ لازمی و لابدی ہے۔

شریعت کے لغوی معنی اس راستے کے ہیں جو پانی کے مآخذ اور مخزن تک پہنچادے۔ عربی میں ایک لفظ استعمال ہوتا ہے شرع الوارد، یعنی کسی پانی کے لیے جانے والے نے دریا یا سمندر سے یا کنویں یا چشمے سے ڈول ڈال کر پانی نکالا۔(سورۃ الانبیاء) میں ایک جگہ ارشاد ربانی ہے: ''ہم نے ہر زندہ چیز کو پانی سے پیدا کیا ہے۔'' گویا پانی انسان کی زندگی کا مآخذ و مصدر ہے۔اور وہ راستہ جو پانی تک لے جائے شریعت کہلاتا ہے۔

قرآن حکیم کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ شریعت ہر صاحبِ کتاب پیغمبر نے اپنے مخاطبین کو عطا فرمائی۔ حضرت موسیٰ، حضرت عیسیٰ حضرت اسمٰعیل علیھم الصلاۃ والسلام سب صاحبِ شریعت تھے۔ شریعت انسانوں کی بھلائی اور برائی کا لحاظ رکھتے ہوئے اپنے احکام نازل کرتی ہے۔اور اس کے نظام عمل میں منکر و معروف کا پورا ایک ضابطہ موجود ہے۔ جس پر عمل کر کے انسان اپنی پوری زندگی منکرات سے بچا کر معروفات کی راہ پر گامزن کر سکتا ہے۔اور منکرات سے خود کو بچا سکتا ہے۔

معروف و منکر کے یہ احکامات ہماری انفرادی اور اجتماعی زندگی کے ہر گوشے میں پھیلے ہوئے ہیں۔ مذہبی عبادات، شخصی کردار، اخلاق و عادات، کھانا پینا، معاشی معاملات، معاشرتی معاملات، شہریوں کے حقوق و فرائض، نظام عدل و قسط کا قیام، صلح و جنگ میں اخلاقیات کا پہلو اور دیگر اقوام کے ساتھ تعلقات اور معاملہ فہمی وغیرہ۔ یہ تمام شریعت اسلامی کے دائرہ کار ہیں۔ایک پاکیزہ زندگی اور ایک صالح انسان اور احترام آدمیت کے لیے جن خصائص کا ہونا ضروری ہے، شریعت اسلامی نے اس کا پورا اہتمام کیا ہے۔انسان اپنے کن طرز عمل کے ذریعے سے معروفات کو اپنی زندگی میں ڈھال سکتا ہے اور وہ کون سے عوامل ہیں جن کے ذریعے سے وہ منکرات اور معاشی، اخلاقی، اور معاشرتی برائیوں سے اپنے دامن کو بے داغ رکھ سکتا ہے۔

ایک مسلمان کے لیے شریعت اسلامیہ پر عمل اس کی زندگی کو سکون و راحت والی زندگی بنانے کا ایک موثر ذریعہ ہے جس پر عمل کرنا واجب ہے۔ شریعت اسلامی پر عمل انسان کے لیے تمام مشکلات و مصائب سے نجات حاصل کرنے کا واحد راستہ ہے۔اور اس کے لیے اس پر یہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ وہ نہ صرف اس پر خود مکمل طور پر عمل کرے بلکہ اس کو اللہ کی زمین پر بالفعل نافذ و قائم کرنے کی امکانی حد تک تگ و دو کرے۔ ارشاد باریٔ تعالیٰ ہے: '' اس نے تمہارے لیے دین کا وہی طریقہ طے کیا ہے جس کا حکم اس نے نوح کو دیا تھا، اور جو (اے پیغمبر!) ہم نے تمہارے پاس وحی کے ذریعے بھیجا ہے، اور جس کا حکم ہم نے ابراہیم، موسیٰ اور عیسیٰؑ کو دیا تھا کہ تم دین کو قائم کرو، اور اس میں تفرقہ نہ ڈالو۔'' (الشوریٰ) اس حکم کے ساتھ یہ وعید بھی سنادی کہ ''جو اللہ کے نازل کردہ احکامات کے مطابق فیصلے نہیں کرتے تو ایسے لوگ کافر، ظالم اور فاسق ہیں۔'' (المائدہ)

چناں چہ حقیقت یہ ہے کہ انسان اگر اس دنیا کو سکون و عافیت کا گہوارہ بنا سکتا ہے تو اسے لازماً اپنی زندگی کے تمام شعبوں خواہ وہ سیاسی، معاشی، معاشرتی و سماجی ہو سب میں شریعت اسلامی کو شعوری اور قلبی طور پر اختیار کرنا ہوگا۔اور یہ عمل یوم آخرت میں بھی اس کی نجات کا ذریعہ بن سکتا ہے۔ کیوں کہ دنیا کی تمام نعمتوں اور آخرت کی تمام مسرتوں سے بڑھ کر اللہ کی رضا کا حصول ہے۔ جس سے اللہ راضی ہو گیا اس کے لیے یہ اعزاز ہفت اقلیم سے زیادہ بڑی دولت ہے۔ اللہ سبحانہ تعالیٰ ہم سب کو اس کا مصداق بنائے۔ آمین۔

اقامت دین کی جدوجہد میں خواتین کا کردار

اُمِّ عمر فاروق

قرآن وسیرت کی بے شمار دلیلوں سے معلوم ہوتا ہے کہ مسلم مرد کی طرح مسلم عورت کی زندگی کا نصب العین بھی اقامت دین ہے۔ جن باتوں کے ساتھ امت کی دنیاوآخرت میں رفعت ومنزلت، شان وعظمت اور سعادت وخوش بختی کو وابستہ کیا گیا ہے ان میں سے ایک اہم بات امت کے تمام افراد کا اس فریضہ کو اپنی استطاعت کے بقدر ادا کرنا ہے لیکن یہ بات عام طور پر دیکھنے میں آتی ہے کہ دین سے تعلق والے بہت سے لوگ بھی جو کہ اقامت دین کے فریضے کی اہمیت اور ضرورت کو سمجھتے اور مانتے ہیں اس کو فکری اور عملی طور پر یا کم از کم عملی طور پر مردوں کے دائرے میں محدود کر دیتے ہیں وہ سمجھتے ہیں کہ یہ مردوں کے کرنے کے کام ہیں خواتین کی اس سلسلے میں کوئی ذمہ داری نہیں۔ اس سوچ اور طرز عمل کے افسوسناک اور بھیانک نتائج ہمارے معاشرے میں اس انتہائی اہم اور موکد فریضہ کو پس پشت ڈال دینے کی صورت میں ظاہر ہو رہے ہیں ۔جب کہ یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ اس کی مخاطب عورتیں بھی اسی طرح ہیں جس طرح مرد ہیں۔ فرائض کی حدود مختلف ہیں لیکن دین کو اختیار کرنے، دین کو قائم کرنے، حق کی راہ میں جدوجہد کرنے، عنداللہ جواب دینے اور مسئول ہونے میں دونوں یکساں ہیں اور ایسے یکساں کہ اگر کوئی عورت ان حقوق وفرائض میں جو اللہ کی طرف سے اس پر عائد ہوتے ہیں، کوتاہی کرے گی تو اللہ کے حضور اس طرح پرسش ہو گی جس طرح مرد سے اس کی کوتاہیوں پر ہو گی۔ وہ مسئولیت سے ہر گز نہیں بچ سکتی۔ تاریخ شاہد ہے کہ یہ کس طرح اقامت دین کی جدوجہد میں عورتوں نے مرد کے برابر حصہ لیا ہے جب نبی کریم ﷺ نے دین حق کی دعوت دی تو جن لوگوں نے اول اول اس دعوت کو قبول کیا ان میں ایک خاتون حضرت خدیجۃ الکبریٰ ؓ بھی تھیں۔ اس وقت اسلام قبول کرنا سہل کام نہ تھا انہوں نے نہ صرف اسلام قبول کرنے میں سبقت کی بلکہ حضرت محمد ﷺ کی کو ڈھارس بندھانے والی، غیبی تائید اور حق کی امداد کا یقین دلانے والی، توکل اور بھروسے کی تلقین کرنے والی بنیں۔ سب سے پہلے دین حق کے اس علم کو اٹھایا اور ایسی وفاداری اور اس عشق وشوق کے ساتھ ادا کی کہ ان کی وفاداری نہ صرف خواتین بلکہ مردوں اور تمام نسل انسانی کے لیے قابل تقلید مثال ہے۔

اس سلسلے میں اہم ترین ضرورت صحیح اسلامی تربیت ہے اور صحیح اسلامی تربیت کا اصل سرچشمہ اور بہترین ذریعہ ہماری مائیں ہیں۔ جب تک ہماری مائیں امہات المومنین اور صحابیات کے نمونے کی تقلید نہ کریں گی کس طرح اقامت دین کے فریضے کے لیے جانباز اور مرد مجاہد پیدا ہو سکیں گے؟ ہم صرف ایک ہاتھ سے دین حق کی عمارت قائم نہیں کر سکتے اس میں دوسرے ہاتھ یعنی عورت کا تعاون نہایت ضروری ہے۔ ہماری نسلوں کی پہلی تربیت گاہ ماں کی آغوش ہے۔ شیرِ مادر کے ایک ایک قطرے کے ساتھ بچہ جذبات وحسیات اور اخلاق اپنے اندر جذب کرتا ہے اور اس کی ایک ایک ادا سے عمل کے طریقے سیکھتا ہے۔ ماں اگر جذبہ ایمانی سے بھرپور ہو گی تو بچہ بھی راہ حق کا مجاہد ہو گا لیکن اگر ماں ہی روح ایمان سے خالی ہو گی تو بچہ بھی اسی طرح ایمان اسلام سے محروم ہو گا لہذا ہماری مسلمان ماؤں کے فرائض میں صرف بچوں کی جسمانی ضروریات پوری کرنا نہیں بلکہ اپنے عمل سے اپنے اخلاق سے اور ہمہ وقت ان کی زندگی میں تمام اساسات دین کو راسخ کرنا بھی لازمی ہے جو کہ نبی کریم ﷺ کی تعلیمات کا لبِّ لباب ہیں۔

عورت کی دوسری اہم حیثیت ایک بیوی کی صورت میں ہے۔ شوہر کے ساتھ بیوی کا تعلق تعاون کا تعلق ہے یہ تعاون دین و دنیا دونوں میں ہے۔ جس طرح گھریلو زندگی میں ایک بیوی کا فرض ہے کہ وہ شوہر کی وفادار امانت دار اور خیر خواہ رہے اسی طرح دینی معاملات میں اس کا فرض ہے کہ وہ شوہر کے ساتھ نیکی اور بھلائی کے کاموں اور دین کی تبلیغ اور اقامت دین کی جدوجہد میں اپنے شوہر کے لیے مدد ومعاون بنیں۔

وَالْمُؤْمِنُونَ وَالْمُؤْمِنَاتُ بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاءُ بَعْضٍ يَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنكَرِ وَيُقِيمُونَ الصَّلَاةَ وَيُؤْتُونَ الزَّكَاةَ وَيُطِيعُونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ أُولَٰئِكَ سَيَرْحَمُهُمُ اللَّهُ إِنَّ اللَّهَ عَزِيزٌ حَكِيمٌ

(سورۃالتوبہ)

''مومن مرد اور مومن عورتیں، یہ سب ایک دوسرے کے رفیق ہیں، بھلائی کا حکم دیتے اور برائی سے روکتے ہیں، نماز قائم کرتے ہیں، زکوۃ دیتے ہیں اور اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرتے ہیں یہ وہ لوگ ہیں جن پر اللہ کی رحمت نازل ہو کر رہے گی، یقیناً اللہ سب پر غالب اور حکیم و دانا ہے'' ۔

عورت گھر اور خاندان کا حصہ ہوتی ہے، اس حیثیت سے اس کے جہاں کچھ حقوق ہوتے ہیں وہیں کچھ ذمہ داریاں ہوتی ہیں، جس طرح مرد کے حقوق اور ذمہ داریاں ہوتی ہیں۔ ان کے سلسلے میں قرآن وسنت میں رہ نمائی موجود ہے۔ گھر اور خاندان کو بہتر سے بہتر انداز سے کیسے چلایا جائے اور مرد اور عورت دونوں گھر اور خاندان میں فعال ایجابی کردار کس طرح ادا کریں، اس کا تعلق اقدار سے بھی ہے اور حسنِ انتظام کے اصولوں سے بھی ہے۔ سب سے اعلی قدر باہمی رضامندی ہے، اور سب سے اہم انتظامی اصول تقسیمِ کار اور ایک دوسرے کے احوال اور صلاحیتوں کی رعایت ہے۔ امور خانہ داری انجام دیتے ہوئے بنیادی اور عمومی طور پر نہ مرد عورت سے بے نیاز ہو سکتا ہے اور نہ عورت مرد سے بے نیاز ہو سکتی ہے۔ بیگانگی دونوں کے لیے نقصان دہ ہے، ہم آہنگی میں دونوں کا فائدہ ہے۔ یہ نازک میدان تناؤ کا متحمل نہیں ہوتا ہے۔ صنفی کشید گی سے ٹوٹ پھوٹ کے سوا اور کچھ ہاتھ نہیں آسکتا ہے۔ قرآن مجید میں اس نزاکت کا پورا پورا لحاظ نظر آتا ہے۔

مرد کی طرح عورت کے لیے بھی یہ دنیا امتحان گاہ ہے، اور اسے بھی اپنی آخرت کی کھیتی دنیا ہی میں تیار کرنی ہے، مسلم امت کے فرض منصبی میں وہ بھی مردوں کی طرح پورے طور پر شریک ہے۔ خیر امت میں شامل ہونے کے لیے اسے بھی وہی کچھ کرنا ہے جو مسلم مردوں کو کرنا ہے۔ اس لیے اسے دین کے تقاضوں اور نصب العین کے مطالبوں کو پورا کرنے کی ذمہ داری بہر حال قبول کرنی ہوگی، خواہ اس راہ میں کتنی ہی دشواریاں اور رکاوٹیں ہوں۔

وَمَن يَعْمَلْ مِنَ الصَّالِحَاتِ مِن ذَكَرٍ أَوْ أُنثَى وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَأُوْلَـئِكَ يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ وَلاَ يُظْلَمُونَ نَقِيرًا (سورۃ النساء)

"اور جو شخص نیک کام کرے گا، چاہے وہ مرد ہو یا عورت، بشرطیکہ مومن ہو، تو ایسے لوگ جنت میں داخل ہوں گے، اور کھجور کی گٹھلی کے شگاف برابر بھی ان پر ظلم نہیں ہوگا"

خانہ داری وسیلہ اور اقامت دین مقصد ہے:

ایک قابل غور بات یہ ہے کہ قرآن مجید میں خواتین کی جتنی اہم ہدایتیں اور قابل تعریف مثالیں ذکر کی گئی ہیں بیشتر ان کے دنیوی کردار کے بجائے ان کے دینی کردار کے بارے میں ہیں۔ مردوں کے سلسلے میں بھی قرآن مجید کا انداز بیان یہی ہے۔ اس کی وجہ بہت واضح ہے، اور وہ یہ کہ گھریلو ذمہ داریوں کا تعلق زندگی کے انتظام سے ہے، جس کی حیثیت وسیلے کی ہے۔ جب کہ دینی تقاضوں کی حیثیت زندگی کے مقصد کی ہے۔ انسان خواہ وہ مرد ہو یا عورت، اس کی اصل کامیابی کا دار ومدار زندگی کا مقصد حاصل کرنے پر ہے نہ کہ زندگی کے وسائل وذرائع کے حصول پر۔ (یہاں وسائل وذرائع کی اہمیت سے انکار مقصود نہیں ہے، مقصد کی اہمیت کا بیان پیش نظر ہے، جو بہر حال وسائل وذرائع سے کہیں زیادہ ہے)۔

مرد کی ذمہ داری ہے کہ وہ اپنی اور اپنے زیر کفالت لوگوں کے معاش کی فکر کرے، اس کے لیے کوشش ومحنت کرے، اور اس سلسلے میں ذرا کوتاہی نہ کرے، یہ اس کی فطرت میں رکھا گیا ہے۔ لیکن ساتھ ہی اس پر واجب ہے کہ وہ اپنی زندگی کے مقصد اور نصب العین کو سامنے رکھتے ہوئے زندگی کی بہترین توانائیاں، عمدہ ترین صلاحیتیں اور موزوں ترین اوقات دین کی خدمت کے لیے وقف کرے۔

بالکل اسی طرح عورت کی بھی ذمہ داری ہے کہ وہ امور خانہ داری کو بہتر طریقے سے انجام دے، مگر اس کی اصل توجہ اپنے مقصدِ حیات کی طرف مرکوز رہے۔ امور خانہ داری سے غفلت پسندیدہ چیز نہیں ہے، لیکن مقصد زندگی سے غفلت بہت بڑی غلطی ہے، جس کے سلسلے میں سخت وعیدیں ہیں۔ قرآن مجید میں قابل تعریف خواتین کے جتنے نمونے ہیں، ان میں سے کسی ایک نے بھی سماج میں حق وباطل کے برپا معرکہ سے کنارہ کش ہو کر اپنے گھر اور گھر کے معاملات تک خود کو محدود نہیں کیا۔ یہی بات مردوں کے سلسلے میں بھی کہی جا سکتی ہے۔ سیرتِ صحابہ بھی دیکھیں تو ابو بکرؓ وعمرؓ اور عثمانؓ وعلیؓ دین کی اقامت کے لیے گھریلو ذمہ داریوں سے سبکدوش نہیں ہوئے تھے، اسی طرح عائشہؓ وحفصہؓ اور ام سلیمؓ وام عمارہؓ اور اسماءؓ نے گھریلو ذمے داریوں کا حوالہ دے کر دین کی خدمت ونصرت سے کنارہ کشی اختیار نہیں کی تھی۔

حضرت اسماءؓ بنت یزید کا واقعہ بھی اس ضمن میں بہت اہم ہے۔ ہمارے ہاں بہت سی خواتین میں جب دینی جذبہ پیدا ہوتا ہے تو اپنی حدود سے تجاوز کر جاتی ہیں اور یہ خواتین خود دین کی طرف سے عائد کردہ پابندیوں کی رعایت رکھتے ہوئے اپنے گھریلو ذمہ داریوں میں کوتاہی کرتے ہوئے اور بچوں کی پرورش کے فریضہ کو پامال کرتے ہوئے دین کا کام کرنا چاہتی ہیں ایسی خواتین کے لیے سیرت کا یہ واقعہ نہایت فیصلہ کن اور سبق آموز ہے حضرت اسماءؓ ایک انصاری خاتون ہیں ان کے متعلق روایت ہے کہ ایک مرتبہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا مجھے عورتوں کی ایک جماعت نے نمائندہ بنا کر بھیجا ہے وہ سب کی سب وہی کہتی ہیں جو میں عرض کرتی ہوں اور سب وہی رائے رکھتی ہیں جو میں آپ کے سامنے پیش کر رہی ہوں عرض یہ ہے کہ، آپ ﷺ کو اللہ تعالی نے مردوں اور عورتوں دونوں کے لیے رسول بنا کر بھیجا ہے چنانچہ ہم

آپ ﷺ پر ایمان لائے اور ہم نے آپ ﷺ کی پیروی کی لیکن ہم عورتوں کا حال یہ ہے کہ ہم پردوں کے اندر رہنے والیاں گھروں کے اندر بیٹھنے والیاں ہیں ہمارا کام یہ ہے کہ مرد ہم سے اپنے خواہش پوری کرلیں اور ہم ان کے بچے لادے پھریں۔ مرد جمعہ وجماعت، جنازہ ہر چیز کی حاضری میں ہم سے سبقت لے گئے اور وہ جب جہاد پر جاتے ہیں تو ہم ان کے گھر بار کی حفاظت کرتی ہیں اور ان کے بچوں کو سنبھالتی ہیں تو کیا اجر میں بھی ہم کو ان کے ساتھ حصہ ملے گا؟''

آپ ﷺ نے ان کی یہ فصیح وبلیغ تقریر سننے کے بعد صحابہ کرامؓ کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا:

''کیا آپ لوگوں نے اس سے زیادہ بھی کسی عورت کی عمدہ تقریر سنی ہے جس نے اپنے دین کی بابت سوال کیا ہو؟''

تمام صحابہ کرامؓ نے قسم کھا کر اقرار کیا کہ نہیں۔ اس کے بعد آنحضرت ﷺ حضرت اسماءؓ کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا،

''اے اسماء! میری مدد کرو جنھوں نے تمہیں اپنا نمائندہ بنا کر بھیجا ہے ان تک میرا جواب پہنچادو کہ تمہارا اچھی طرح خانہ داری کرنا، اپنے شوہروں کو خوش رکھنا اور ان کے ساتھ سازگاری کرنا مردوں کے ان سارے کاموں کے برابر ہے جو تم نے بیان کیے ہیں۔''

اس واقعہ میں ہم خواتین کے لیے یہ سبق ہے کہ ہماری محنت و کوشش کا اصل مقصد تو یہ ہے کہ ہم اللہ کے ہاں اپنی ذمہ داریوں سے بری الذّمہ ہو جائیں۔

قرآن مجید اور سیرت کی کتابوں میں مسلم عورت کا جو عظیم الشان کردار مختلف زاویوں سے دکھایا گیا ہے، اس کردار سے دور حاضر کی مسلم خواتین کو آگاہ کرنا ضروری ہے، اس کی متعدد وجوہات ہیں:

پہلی وجہ یہ ہے کہ یہی ان کی اصل حقیقت ہے جس پر خود ان کے سامنے پردہ پڑا ہوا ہے۔ قرآن مجید سے معلوم ہوتا ہے کہ عورت غیر معمولی قوت ارادی کی حامل ہوتی ہے، لیکن موجودہ مسلم خواتین کی نفسیات کا جائزہ بتاتا ہے کہ وہ خود کو بہت کم زور پاتی ہیں اور دوسروں پر انحصار کو ضروری سمجھتی ہیں۔ عورت نے اپنی اصل شخصیت کو کھو دیا اور خود اپنی نگاہ میں بے حیثیت ہو کر رہ گئی۔

دوسری وجہ یہ ہے کہ جب تک مسلم خواتین اپنی خوبیوں اور قوتوں سے آگاہ نہیں ہوں گی وہ اپنا مطلوبہ کردار ادا نہیں کرسکتی ہیں۔ اگر یہ درست ہے کہ اسلامی امت کی اسلام پسند عورتوں کو اقامت کے مشن میں شریک ہونا ہے، تو انھیں ان کے اصل مقام اور ان کے اندر پوشیدہ قوتوں سے انھیں آگاہ ہونا ضروی ہوگا۔

تیسری وجہ یہ ہے کہ دنیا میں جاری ویمن امپاورمنٹ کی تحریکیں یہ تاثر عام کرتی ہیں کہ مذہب اور خاص طور سے اسلام عورتوں کو کم زور، بے بس اور بے اختیار کر دیتا ہے، اس لیے اگر خواتین کو طاقت ور، بااثر اور بااختیار بننا ہے تو انھیں مذہب سے دوری اختیار کرنی ہوگی، اور انھیں مذہبی سماج اور مذہبی اقدار سے بغاوت کرنی ہوگی۔ ایسے میں یہ وضاحت بہت ضروری ہو جاتی ہے کہ قرآن مجید کی نصوص عورت کو بہت طاقت ور اور بااختیار ہستی کی حیثیت سے پیش کرتی ہیں۔

چوتھی وجہ یہ ہے کہ کبھی خود مسلم معاشرے میں قرآنی تعلیمات سے غفلت کے نتیجے میں عورت کی اصل حیثیت کو فراموش کر دیا جاتا ہے، اور اس کے ساتھ اس طرح سے تعامل کیا جاتا ہے گویا اس کے پاس ارادے کی قوت ہے، اور نہ ہی وہ فیصلے کا حق رکھتی ہے۔ ضروری ہے کہ مسلم معاشرے کے خدوخال، رسم ورواج اور مروجہ نظریات پر نظرثانی کی جائے، اور اس تصور کو حقیقت کا پیکر دیا جائے جو قرآن مجید میں دیا گیا ہے۔

آخری بات یہ ہے کہ گردش زمانہ کے ساتھ امت کے مرد تو دینی ذمہ داریوں سے غفلت کے مرتکب ہوئے، جس کا علاج وعظ ونصیحت سے کیا جاسکتا ہے، لیکن امت کی خواتین یہ سمجھ کر اقامت دین کے فریضے سے کنارہ کش ہو گئیں کہ ان کا اصل کام امور خانہ داری ہے۔ قرآنی نمونے یہ بتاتے ہیں کہ جس طرح مرد کو فکر معاش کے ساتھ اور فکرِ معاش سے زیادہ فکرِ دین کرنا ہے، اسی طرح عورت کو بھی گھر کے کاموں کے ساتھ اور گھر کے کاموں سے زیادہ فکرِ دین کرنا ہے۔ بہت ضروری ہے کہ مرد اور خواتین مل کر معاش اور خانہ داری کی ایسی تنظیم کریں کہ دین کے کاموں کے لیے زیادہ سے زیادہ وقت دست یاب ہو سکے۔

پیغامِ عمل: حالیہ زمانے میں اسلامی بیداری نے جہاں مسلم مردوں کو متاثر کیا ہے، وہیں مسلم خواتین کو بھی اپنی دینی ذمہ داری کا احساس دلایا ہے، اور اب وہ اقامت دین کی راہ میں کوشش و محنت کرنا چاہتی ہیں، لیکن گھر، خاندان اور سماج کی رکاوٹیں ان کا راستہ روکتی اور حوصلے پست کرتی ہیں۔ ایسے میں ضروری ہے کہ مسلم سماج بھی اور مسلم خواتین

بھی قرآن مجید میں مذکور اللہ کی محبوب خواتین کے نمونوں کو مشعل راہ بنائیں۔ مسلم خواتین حوصلے اور ہمت سے کام لیں، رکاوٹوں کو بہانہ بنانے کے بجائے حکمت اور ہمت کے ساتھ آگے بڑھنے کی راہیں نکالیں۔ گھر اور خاندان کا غیر موثر حصہ بننے کے بجائے انھیں اپنا ہم خیال و ہم نوا بنائیں، ان کے دباؤ میں آکر اقامت دین کے فریضے کو چھوڑ بیٹھنے کے بجائے خود ان کو اقامت دین کی راہ میں اتارنے کا تہیہ کریں۔ غلط رسم ورواج کی اسیر اور جاہلانہ روایات کی غلام بننے کے بجائے انھیں بدلنے اور قرآن وسنت کے طریقے کو سماج پر غالب کرنے کا بیڑا اٹھائیں۔ آدھی انسانیت ان کے رہ نما کردار کی منتظر ہے۔

جب دین کی نصرت وقت کا سب سے بڑا تقاضا ہو، حق و باطل کا معرکہ برپا ہو، دین کی دعوت سب پر فرض ہو چکی ہو، ایسے میں اسلام کا فہم و شعور رکھنے والی خواتین کو یہ ہر گز زیب نہیں دیتا کہ وہ خود کو گھر کے کچھ کاموں تک محدود کر لیں اور حال کی آدھی انسانیت، یعنی عورتوں میں اور مستقبل کی پوری انسانیت، یعنی بچوں میں باطل کو پھلنے پھولنے اور کی کھلی آزادی دے دیں۔ قرآن وسیرت میں تو انھیں اونچے نصب العین اور عظیم کردار کی تعلیم دی گئی ہے۔

آئینہ رومیؒ

نیست باطل ہر چہ یزدان آفرید

از غضب واز حلم وز نصح و مکید

خلق آبی را بود دریا چو باغ

خلق خاکی را بود آں درد و داغ

ترجمہ و تشریح:

حق تعالیٰ نے دنیا میں کوئی چیز بھی حکمت سے خالی نہیں پیدا فرمائی، چناں چہ غصہ و شہوت حلم و مکر وغیرہ اخلاق حمیدہ و اخلاق رذیلہ سب میں حکمتیں پوشیدہ ہیں۔ پانی کی مخلوق دریا کو باغ سمجھتی ہے اور خاکی مخلوق دریا کو اپنے لیے درد و تکلیف کا سبب سمجھتی ہے۔ مطلب یہ ہے کہ انسان اپنی کم علمی اور ناقص فہم کی بنا پر اللہ تعالیٰ کی حکمتوں کو سمجھنے سے قاصر ہے۔ اس لیے اللہ تعالیٰ کے احکامات پر بے چوں چرا عمل کرنا ہی بندگی کی شان ہے۔

بحوالہ: معارف مثنوی، شرح مولانا رومؒ از حکیم محمد اخترؒ

اسی کے شعلے سے ٹوٹا شرارِ افلاطوں!

زوجہ سعد

خالق کائنات نے اس کائنات کو انتہائی خوبصورتی سے بنایا۔ پھر اپنے احسن الخالقین ہونے کا اظہار کرنے کے لیے اشرف المخلوقات، یعنی حضرت انسان کی تخلیق کی۔ ہر شے کی طرح اس میں بھی جوڑے بنائے۔ پھر مرد کو اقوام عالم کا، اور عورت کو مرد کا معمار بنایا۔ چنانچہ تاریخِ انسانی پر ایک نگاہ دوڑائیے۔ جس دور میں امن وامان اور چین اور سکون دکھائی دے تو سمجھئے کہ عورت نے اپنے کردار کو بخوبی نبھایا۔۔ مگر جہاں دنیا ایک اکھاڑا بنی دکھائی دے، تو اچھی طرح جان لیجئے کہ اس کی وجہ عورت کا اپنے مقام کو بھول جانا ہے۔

آج کے پر فتن دور میں سب سے بڑی بحث ہی عورت پر ہے اور مسلمان خواتین بھی اس میں متذبذب نظر آتی ہیں۔ ایسے میں یہ جاننا کہ اسلام اس معاملے میں کیا کہتا ہے، اشد ضروری ہے۔ چونکہ انسان کو تخلیق کرنے والی ذات اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی ہے، تو وہی بہتر جانتا ہے کہ کس کا کیا مقام، کیا ذمہ داری اور حقوق وفرائض کیا ہیں۔ اوران تمام معاملات کے تعین میں ذاتِ باری نے کمال حکمت برتی ہے۔

نظامِ اسلامی کے نفاذ میں جو کردار عورت کا ہے، وہ شاید مرد کا بھی نہیں۔ گو کہ وہ سرحدوں پر جا کر لڑائی میں تو شریک نہیں ہوتی، لیکن اس کا کام مشکل تر ہے۔ وہ نسلِ نو کی نظریاتی سرحدوں کی پہرے دار ہے۔ اسلام نے ایسی نسل کی اٹھان عورت کے ذمے کی ہے جو دنیا کی باگ سنبھالنے کے قابل ہو، اور یہی ایک مسلمان عورت کی سب سے بڑی ذمہ داری ہے۔ اس کے لیے سب سے بنیادی ضرورت حصولِ علم ہے۔ جب تک عورت کے پاس فرض علم نہیں ہوگا، وہ اپنی ذمہ داری ٹھیک سے ادا نہیں کر سکتی۔ اسے فرائض وواجبات معلوم ہوں۔ حرام اور مکروہات کا علم بھی ہو تاکہ ان سے اجتناب ہو سکے اور اپنی اولاد کو بھی حرام نوالے سے محفوظ رکھے۔ علامہ اقبال کے والد کی کمائی میں کچھ حرام شامل تھا۔ آپ کی والدہ نے اپنا ذاتی زیور بیچ کر اس سے ایک بکری خریدی اور اس بکری کے دودھ سے محمد اقبال کی خوراک کا بندوبست کیا۔ یہی وہ جدوجہد تھی جس نے محمد اقبال کو حکیم الامت بنایا۔

پھر گھر کے ماحول میں سکون پیدا کرنا بھی عورت ہی کے ذمے ہے۔ خاندان چلانے کے لیے احسان کی روش اپنانے کی ضرورت ہوتی ہے۔ اور یہ اللہ تعالیٰ کو حاکمِ اعلیٰ مانے بغیر ممکن نہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ یہ بھی ضروری ہے کہ جن کو اللہ تعالیٰ نے اختیار دے رکھا ہے، ان کی بھی اطاعت کی جائے۔ عورت کے لیے سب سے اہم بات اللہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد شوہر کی ہے۔ لیکن یہ اطاعت تب تک ہی لازم ہے جب تک اللہ کی مرضی کے تابع ہو۔ اگر شوہر کا حکم شریعت سے ٹکرائے تو اس پر صبر کیا جائے، اس کو سمجھایا جائے لیکن گھر کا ماحول بہر صورت خراب نہیں کیا جا سکتا۔

اسلام عورت کو ایک آزاد حیثیت دیتا ہے، وہ اس طرح کہ عورت کو آخرت میں کامیاب ہونے کے لیے ذاتی جدوجہد کی ضرورت ہے۔ وہ اللہ کے احکامات یہ کہہ کر نہیں توڑ سکتی کہ اس کے شوہر یا والد کا حکم اس کے برعکس تھا۔ اس کی سب سے بہترین مثال آسیہ زوجہ فرعون ہیں۔ سیدہ آسیہ نے اپنے شوہر کے حکم اور اختیار، ہر چیز کو رد کیا اور ایک اللہ کی فرمانبردار رہیں۔ جنت ہاتھ سے جانے نہیں دی۔

پھر گھر کی فضا کو صبغۃ اللہ، اللہ کے رنگ میں رنگنے کا کام بھی عورت کا ہی ہے۔ دین سے محبت، اللہ کا تقویٰ، اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کا جذبہ خاص کر بچوں کے رگ وپے میں اتارنا، یہ کام گھر والی کا ہی ہے۔ شیخ عبدالقادر جیلانی رحمتہ اللہ کی والدہ کے واقعے سے کون واقف نہیں، کہ چھوٹے سے بچے کے دل میں اللہ کا خوف اس قدر ڈالا تھا کہ ڈاکوؤں کا گروہ بھی اسے جھوٹ بولنے پر مجبور نہ کر سکا۔ سیدہ ہاجرہ کی مثال دیکھئے۔ سیدنا ابراہیم علیہ السلام جب اماں ہاجرہ کو صحرا کے حوالے کر کے رخصت ہو گئے، تو وہ آپ ہی تھیں جنہوں نے تن تنہا بیٹے کی کئی سال تک پرورش کی۔ سیدنا اسماعیل کے اندر اللہ کی اطاعت کا جذبہ اتارنے والی آپ ہی

تھیں، کہ جب ذبیحہ کا حکم آیا تو کم عمر اسماعیل سر کٹانے کو تیار ہو گئے۔ عورت اگر ٹھان لے تو وہ یہ سب باپ، بھائی اور شوہر سے بھی کر وا سکتی ہے۔ سیدہ فاطمہ بنت خطاب سے کون واقف نہیں، کہ بھائی کے غصے کے آگے ہار نہ مانی اور یوں اسلام کو عمر بن خطاب جیسے لعل گراں مایہ دینے کا ذریعہ بنیں۔ اللہ تعالیٰ نے مرد کے اندر عورت کی جو محبت رکھی ہے، وہ ایک زبردست قوت محرکہ ہے، اگر عورت نرمی اور اخلاص سے کام لیتے ہوئے اپنے خاندان کی اصلاح کا ارادہ کر لے۔

آج کے اس دور میں، جبکہ مرد اور عورت کی برابری کے نعرے فضا میں چہار سو گونج رہے ہیں، آیئے دیکھیں کہ قرآن اس معاملے میں کیا رائے رکھتا ہے۔

اِنَّ الۡمُسۡلِمِیۡنَ وَ الۡمُسۡلِمٰتِ وَ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ وَ الۡمُؤۡمِنٰتِ وَ الۡقٰنِتِیۡنَ وَ الۡقٰنِتٰتِ وَ الصّٰدِقِیۡنَ وَ الصّٰدِقٰتِ وَ الصّٰبِرِیۡنَ وَ الصّٰبِرٰتِ وَ الۡخٰشِعِیۡنَ وَ الۡخٰشِعٰتِ وَ الۡمُتَصَدِّقِیۡنَ وَ الۡمُتَصَدِّقٰتِ وَ الصَّآئِمِیۡنَ وَ الصّٰٓئِمٰتِ وَ الۡحٰفِظِیۡنَ فُرُوۡجَہُمۡ وَ الۡحٰفِظٰتِ وَ الذّٰکِرِیۡنَ اللّٰہَ کَثِیۡرًا وَّ الذّٰکِرٰتِ ۙ اَعَدَّ اللّٰہُ لَہُمۡ مَّغۡفِرَۃً وَّ اَجۡرًا عَظِیۡمًا ﴿۳۵﴾ وَ مَا کَانَ لِمُؤۡمِنٍ وَّ لَا مُؤۡمِنَۃٍ اِذَا قَضَی اللّٰہُ وَ رَسُوۡلُہٗۤ اَمۡرًا اَنۡ یَّکُوۡنَ لَہُمُ الۡخِیَرَۃُ مِنۡ اَمۡرِہِمۡ ؕ وَ مَنۡ یَّعۡصِ اللّٰہَ وَ رَسُوۡلَہٗ فَقَدۡ ضَلَّ ضَلٰلًا مُّبِیۡنًا ﴿ؕ۳۶﴾

"بیشک فرمانبردار مرد ہوں یا فرمانبردار عورتیں، مومن مرد ہوں یا مومن عورتیں، عبادت گذار مرد ہوں یا عبادت گذار عورتیں، سچے مرد ہوں یا سچی عورتیں، صابر مرد ہوں یا صابر عورتیں، دل سے جھکنے والے مرد ہوں یا دل سے جھکنے والی عورتیں، صدقہ کرنے والے مرد ہوں یا صدقہ کرنے والی عورتیں، روزہ دار مرد ہوں یا روزہ دار عورتیں، اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرنے والے مرد ہوں یا حفاظت کرنے والی عورتیں، اور اللہ کا کثرت سے ذکر کرنے والے مرد ہوں یا ذکر کرنے والی عورتیں، ان سب کے لیے اللہ نے مغفرت اور شاندار اجر تیار کرر کھا ہے۔ اور جب اللہ اور اس کا رسول کسی بات کا حتمی فیصلہ کر دیں تو نہ کسی مومن مرد کے لیے یہ گنجائش ہے نہ کسی مومن عورت کے لیے کہ ان کو اپنے معاملے میں کوئی اختیار باقی رہے۔ اور جس کسی نے اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کی، وہ کھلی گمراہی میں پڑ گیا۔" (سورۃ الاحزاب)

ضرورت اس امر کی ہے کہ ہم بطور مسلمان، ان آیات کی روشنی میں اپنا جائزہ لیں اور اپنی نوک پلک سنواریں۔ صحابہ کرام کے ایمان افروز واقعات سے امت کے درد کا جذبہ اپنے اندر بھی ابھاریں، اور گھر کے مردوں کو بھی اس کی طرف مائل کریں۔ اگر مرد پہلے ہی اس راستے پر ہیں تو پورے اخلاص کے ساتھ ان کی معاون و مددگار بنیں۔ ان پر اپنی بے جا خواہشات اور فرمائشوں کا بوجھ نہ لادیں۔ غیر ضروری چیزوں سے اپنی امکانی حد تک گریز کریں، کہ امت کو صلاح الدین ایوبی اور علامہ اقبال جیسے سپوتوں سے بھر دینے کی جو ذمہ داری ہے، اس کے لئے دردِ دل اور سوزِ جگر کی ضرورت ہے۔ حضرت خنساء رضی اللہ عنہا جیسا ایمان بازاروں میں گھوم کر حاصل نہیں کیا جا سکتا۔۔ ایسا ایمان قربانی مانگتا ہے۔ تصویر کائنات میں رنگ بھرنے کی جو ذمہ داری ربِ کائنات نے ہمیں دی ہے، اس کے لئے دل کا خون ہونا ضروری ہے۔ اور کیوں نہ ہو، کہ چمن پھولتا بھی وہی ہے جس کے پودوں کی آبیاری خونِ جگر سے ہو۔

جہاں بانی سے ہے دشوار تر کارِ جہاں بینی

جگر خوں ہو تو چشمِ دل میں ہوتی ہے نظر پیدا

ہزاروں سال نرگس اپنی بے نوری پہ روتی ہے

بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا!

تدریسی سرگرمیاں

قرآن اکیڈمی ڈیفنس

قرآن اکیڈمی ڈیفنس میں الحمدللہ رجوع الی القرآن کورس کے اٹھائیسویں بیچ میں تدریس کا عمل جاری ہے۔79 طلبہ اور 31 طالبات کورس میں شریک ہیں۔اس سال یہ کورس آن لائن نشر کیا جارہا ہے جس میں تقریباً 240 داخلے ہوئے ہیں۔ حضرات کے لیے صرف 19 گھنٹوں پر مشتمل عربی گرامر کلاس بعنوان''آؤ قرآن سمجھیں '' کا آغاز ہو گیا ہے، قرآن حکیم کا سلسلہ وار ترجمہ اور مختصر تشریح کا اہتمام ہے۔ شعبہ خواتین کے تحت مطالعہ سورہ یوسف بعنوان ''احسن القصص'' 3:30تا5:00 بجے بروز پیر اور بدھ ہوتا ہے۔ قرآن حکیم کا لفظی ترجمہ بعنوان '' پیغام القرآن'' 3:00تا4:30 بجے منگل اور جمعہ منعقد ہوتا ہے۔ شارٹ کورسز کے تحت 7 ستمبر سے منگل کے دن ''دورہ ترجمہ قرآن'' بذریعہ پریزینٹیشن مغرب تاعشاء منعقد ہوتا ہے۔10 ستمبر سے بروز جمعہ اور اتوار بعد نماز مغرب تاعشاء تجوید القرآن کورس کا آغاز ہوگا۔11 ستمبر بروز ہفتہ 3:00 تا5:00 بجے انگلش میں Connect with Quran کورس کا آغاز ہوگا ان شاءاللہ۔9تا12 سال کے طلبہ کے لیے کورس Road to Jannah کا آغاز 6 ستمبر سے ہوگا۔ دوران ماہ مسجد میں دس تقاریب نکاح منعقد ہوئیں اور چار خطبات جمعہ منعقد ہوئے۔ جن کے موضوعات :۱) مثالی زوجین،۲) دین اسلام میں شہادت کا مفہوم اور فضیلت،۳) پاکستان کا استحکام اور بقا،۴) ابھی عشق کے امتحاں اور بھی ہیں۔

قرآن اکیڈمی یٰسین آباد

قرآن اکیڈمی یٰسین آباد میں الحمدللہ رجوع الی القرآن کورس میں تدریس الحمدللہ جاری ہے۔77 طلبہ اور 64 طالبات کورس میں شریک ہیں۔ جبکہ سال دوم میں 29 طلبہ اور 17 طالبات شریک ہیں۔ مدرسۃ القرآن للحفظ والقراءۃ میں الحمدللہ تعلیم کا سلسلہ جاری ہے شعبہ حفظ آسان ترجمہ قرآن، تلاوت وسماعت، مطالعہ حکایات صحابہ کا اہتمام ہے۔ ہاسٹل میں مقیم طلبہ، خادمین اور اہل محلہ کے لیے ناظرہ قرآن کا اہتمام ہوتا ہے۔ مختلف شارٹ کورسز میں ''عربی گرامر برائے قرآن فہمی '' ، ''مطالبات قرآن '' ، '' مطالعہ حدیث '' نویں و دسویں کے امتحانات سے فارغ ہونے والے طلباء کے لئے علمی و عملی کورس ''نوجواں مسلم تعلیمی و تربیتی کورس '' ،''قرآن فہمی کورس (زیر اہتمام فیڈرل بی ایریا تنظیم) '' کا اہتمام ہے جبکہ ایک روزہ ورکشاپ بعنوان ''غسل میت وتکفین وتدفین '' بھی منعقد کی گئی۔ مسجد جامع القرآن میں نماز جمعہ وعیدین اور جنازہ اور تقاریب نکاح کا بھی اہتمام ہے۔

قرآن اکیڈمی کورنگی

قرآن اکیڈمی کورنگی میں رجوع الی القرآن کورس میں تدریس کا عمل الحمدللہ جاری ہے 30 طلبہ اور 44 طالبات کورس میں شریک ہیں۔ الحمدللہ مدرسۃ القرآن للحفظ و القراءۃ، ناظرہ للبنین والبنات میں تدریس کا عمل جاری ہے، بچوں کے لیے تربیتی نشست منعقد کی گئی جس میں تدریس کی ذمہ داری جناب عامر خان صاحب نے ادا کی۔ شعبہ خواتین کے تحت ''فلسفہ شہادت قرآن وحدیث کی روشنی میں '' کے موضوع پر درس قرآن منعقد ہوا۔ شعبہ خواتین کے تحت ''ایمانیات '' ، ''سورۃ الفیل کا شان نزول'' اور حدیث بعنوان ''لاتغضب'' کے موضوعات پر تربیتی لیکچرز ہوئے۔

قرآن انسٹیٹیوٹ گلستان جوہر

قرآن انسٹیٹیوٹ گلستان جوہر میں الحمدللہ رجوع الی القرآن کورس کی تدریس جاری ہے۔75 طلبہ وطالبات اس کورس میں شرکت کررہے ہیں۔ گزشتہ ماہ شرکاء کے لیے آن لائن شرکت کا بھی اہتمام رہا۔ بروز ہفتہ مختصر دورانیے کے کورسز کا آغاز ہوا جس میں ''بنیادی عربی گرامر''،''نماز اور آخری بیس سورتوں کا ترجمہ'' اور فقہ العبادات شامل ہیں۔اس کے علاوہ بروز اتوار ''مطالبات دین '' کا بھی آغاز ہوا۔ مسجد میں نماز فجر کے بعد ترجمہ قرآن کی نشست ہوتی ہے۔خطاب جمعہ کی سعادت مدیر ادارہ جناب انوار علی ابرار صاحب حاصل کررہے ہیں۔شام کے اوقات میں مختصر دورانیہ کے کورسز جاری ہیں۔ مسجد میں مدرسۃالقرآن برائے قاعدہ وناظرہ میں 53 طلبہ زیر تعلیم ہیں۔

قرآن انسٹیٹیوٹ لطیف آباد

الحمدللہ قرآن انسٹیٹیوٹ لطیف آباد حیدرآباد میں رجوع الی القرآن کورس میں تدریس جاری ہے۔ مدرسۃالقرآن برائے قاعدہ وناظرہ کے تحت دوپہر ظہر تا عصر قاعدہ و ناظرہ میں بھی تدریس کا عمل جاری ہے۔ بالغان کے لیے ناظرہ قرآن حکیم کا مغرب تاعشاء اہتمام ہے۔ ہفتہ اور اتوار دوپہر میں ''ویک اینڈ کورس'' جاری ہے جبکہ شام میں دینیات کورس کے عنوان سے پیر تا جمعرات حضرات کے لیے شارٹ کورسز جاری ہیں۔ہفتہ وار درس قرآن اور درس حدیث کا سلسلہ بھی جاری ہے۔

قرآن مرکز لانڈھی

قرآن مرکز لانڈھی میں الحمدللہ مدرسۃالقرآن للحفظ والقراۃ میں حفظ وناظرہ کی تدریس باقاعدگی سے جاری ہے۔ شعبہ حفظ میں سہ ماہی امتحان کا انعقاد ہوا۔ ہفتہ وار درس قرآن الحمدللہ جاری ہے جس میں جناب محمد ہاشم صاحب مدرس کے فرائض ادا کررہے ہیں۔

حکمت ودانش

اگر ہم اس بات پر ایمان رکھتے ہیں کہ اس کائنات کا خالق ومالک خدا ہے،اور یہاں کوئی ذرہ اس کے حکم کے بغیر نہیں ہلتا۔دنیا میں جتنے انقلابات آتے ہیں،زمانہ جتنی کروٹیں بدلتا ہے،روئے زمین پر جتنے تغیرات رونما ہوتے ہیں وہ سب اسی کے حکم اور مشیت کے تحت آتے ہیں۔اگر ہمارا اس پر ایمان ہے کہ قرآن اس کا سچا کلام ہے اور اس کا کوئی لفظ غلط نہیں ہوسکتا تو پھر ہمیں پوری سنجیدگی کے ساتھ اس بات پر غور کرنا چاہیے کہ ہمارے حق میں قرآن کریم کا یہ وعدہ کیوں پورا نہیں ہورہا؟ ہمیں زمین میں کیوں قوت حاصل نہیں ہورہی؟ ہمارا خوف امن سے کیوں نہیں بدلتا؟ کیا معاذاللہ خداوند کریم کا یہ وعدہ محض ایک بہلاوہ ہے؟ آپ ذرا انصاف کے ساتھ غور فرمائیں گے تو صاف معلوم ہوجائے گا کہ اللہ تعالیٰ کا یہ وعدہ اپنی جگہ اٹل ہے۔اور تاریخ اسلام کے ابتدائی دور میں دنیا اس کی صداقت کے کرشمے دیکھ چکی ہے،آج اگر ہمیں مصائب وآلام کا سامنا ہے تو یہ درحقیقت اس ''ایمان'' اور '' عمل صالح'' کی کمی ہے جسے قرآن کریم میں اس وعدے کے لیے لازمی شرط قرار دیا گیا ہے۔

(بحوالہ: اسلام اور سیاستِ حاضرہ،از مفتی محمد تقی عثمانی)

خصوصی محاضرات

قرآن اکیڈمی ڈیفنس: گزشتہ ماہ خصوصی محاضرہ کے تحت " تزکیہ نفس"،" فکرآخرت"،اور"محرم الحرام کے فضائل اور مسائل" پر لیکچرز منعقد کیے گئے جس میں امیر تنظیم اسلامی جناب شجاع الدین شیخ صاحب، مدیر قرآن اکیڈمی ڈیفنس استاذ ڈاکٹر محمد الیاس صاحب اور ناظم تعلیم قرآن اکیڈمی یٰسین آباد جناب عاطف محمود صاحب نے تدریس کے فرائض ادا کیے۔

قرآن اکیڈمی یٰسین آباد: گزشتہ ماہ فکر اسلامی کے تحت " دینی فرائض کا جامع تصور"،"خواتین کے دینی فرائض"،" امت مسلمہ کا عروج و زوال اور احیائی عمل کے 3 گوشے" اور"محرم الحرام (فضائل و مسائل)"،پر خصوصی محاضرہ منعقد ہوا جس میں تدریس کے فرائض مدیر قرآن اکیڈمی ڈیفنس جناب ڈاکٹر محمد الیاس صاحب ، اور ناظم تعلیم قرآن اکیڈمی یٰسین آباد جناب عاطف محمود صاحب،استاذ قرآن اکیڈمی یٰسین آباد جناب حافظ محمد اسد صاحب اور استاذ قرآن اکیڈمی یٰسین آباد جناب محمد ارشد صاحب نے تدریس کے فرائض ادا کیے۔

قرآن اکیڈمی کورنگی: گزشتہ ماہ خصوصی محاضرات کے تحت" محرم الحرام فضائل و مسائل"،"تزکیہ نفس"،کے عنوان پر لیکچرز کا انعقاد ہوا جبکہ فکر اسلامی کے تحت" مسلمانوں پر قرآن مجید کے حقوق"،" دینی فرائض کا جامع تصور" پر لیکچرز منعقد کیے گئے جس میں صدر انجمن جناب انجینئر نعمان اختر صاحب، مدیر قرآن اکیڈمی ڈیفنس جناب ڈاکٹر محمد الیاس صاحب اور مدیر قرآن اکیڈمی یٰسین آباد جناب سید سلیم الدین صاحب نے تدریس کے فرائض انجام دیے۔

قرآن انسٹیٹیوٹ گلستان جوہر: گزشتہ ماہ خصوصی و محاضرات میں "محرم الحرام فضائل و مسائل"،اور"دین کا ہمہ گیر تصور" کے موضوعات پر لیکچرز منعقد ہوئے۔

قرآن انسٹیٹیوٹ لطیف آباد: گزشتہ ماہ خصوصی محاضرات میں "محرم الحرام فضائل و مسائل"،پر لیکچر منعقد ہوا۔

شعبۂ سمع و بصر

قرآن فورم:

قرآن فورم کے عنوان سے جاری ٹاک شو میٹرو وَن نیوز چینل پر ہر جمعہ دوپہر 1 بجے نشر ہوتا ہے۔اس کے علاوہ قرآن اکیڈمی کے آفیشل فیس بک پیج اور یوٹیوب چینل پر بھی ہر ہفتہ رات 8 بجے باقاعدگی سے اپ لوڈ کیا جاتا ہے۔ ماہِ اگست 2021ء میں درجِ ذیل موضوعات پر پروگرام ریکارڈ کیے گئے:

حلال کو حرام ٹھہرانے کی ممانعت (سورۃ المائدۃ آیات 87تا88)　　انفاق فی سبیل اللہ (سورۃ البقرہ آیت 254 کی روشنی میں)

تذکیر ... برائے رفقائے تنظیمِ اسلامی

رفقائے تنظیم اسلامی کے لیے جناب شجاع الدین شیخ صاحب کی جانب سے "تذکیر" کے عنوان سے مختصر پیغام پر مشتمل ویڈیوز کے سلسلہ میں گزشتہ ماہ رفقائے تنظیمِ اسلامی کے مطلوبہ اوصاف کے ضمن میں درجِ ذیل موضوع پر ویڈیو ریکارڈ کر کے مرکز ارسال کی گئی:

دسواں وصف: "انفاق فی سبیل اللہ"

پالیسی اسٹیٹمنٹ:

امیرِ محترم جناب شجاع الدین شیخ صاحب کی درجِ ذیل عنوان پر پالیسی اسٹیٹمنٹ کی ویڈیو ریکارڈنگ تیار کر کے مرکز تنظیمِ اسلامی کو ارسال کی گئی:

پالیسی اسٹیٹمنٹ (13 اگست 2021ء): یومِ آزادی پر امیر تنظیمِ اسلامی کا پیغام

پالیسی اسٹیٹمنٹ (17 اگست 2021ء): طالبانِ افغانستان کی فتح — ایمان کی جیت اور مادّیت کی شکست

پریس کانفرنس: نفاذِ دینِ اسلام مہم:

27 اگست 2021ء کو تنظیمِ اسلامی کے تحت نفاذِ دینِ اسلام مہم کا آغاز کیا گیا۔اس مہم کا آغاز کراچی پریس کلب پر امیرِ محترم جناب شجاع الدین شیخ صاحب کی پریس کانفرنس کے ذریعہ ہوا۔ پریس کانفرنس کی مکمل ویڈیو ریکارڈنگ کر کے بعد ازاں مرکز تنظیمِ اسلامی ارسال کی گئی۔اس کے علاوہ مذکورہ پریس کانفرنس میں سے مختصر کلپس بھی علیحدہ کیے گئے۔

خطباتِ جمعہ:

ماہِ اگست 2021ء میں جامع مسجد شادمان میں درجِ ذیل موضوعات پر ہونے والے خطباتِ جمعہ کی آڈیو ریکارڈنگز مرکز ارسال کی گئیں:

قرآن نصیحت کے لیے آسان

قصہ قومِ ثمود — سبق آموزی و رہنمائی

قصہ ثمود — فریضۂ شہادت — فتحِ طالبان

تذکیر قصۂ قومِ لوط — تنظیمِ اسلامی کی نفاذِ دینِ اسلام مہم

روشنی (ریڈیو پاکستان):

ریڈیو پاکستان پر روشنی کے عنوان سے نشر ہونے والے پروگرام کے لیے امیرِ محترم جناب شجاع الدین شیخ صاحب کے 2 لیکچرز ریکارڈ کر کے ان کی آڈیو ریکارڈنگ ریڈیو پاکستان کو فراہم کی گئیں۔

اغراض ومقاصد انجمن خدام القرآن، سندھ، کراچی

انجمن خدّام القرآن سندھ، کراچی کے قیام کا مقصد و منبع ایمان اور سرچشمۂ یقین قرآنِ حکیم کے علم و حکمت کی وسیع پیمانے اور اعلیٰ علمی سطح پر تشہیر و اشاعت ہے۔تاکہ اُمت مسلمہ کے فہیم عناصر میں تجدید ایمان کی ایک عمومی تحریک برپا ہو جائے اور اس طرح اسلام کی نشاۃِ ثانیہ اور غلبۂ دینِ حق کے دورِ ثانی کی راہ ہموار ہو سکے۔

انجمن خدّام القرآن سندھ، کراچی کے اغراض و مقاصد:

☆ عربی زبان کی تعلیم و ترویج؛

☆قرآن مجید کے مطالعے کی عام ترغیب و تشویق؛

☆علومِ قرآنی کی عمومی نشر و اشاعت؛

☆ ایسے نوجوانوں کی مناسب تعلیم و تربیت جو تعلّم و تعلیمِ قرآن کو اپنا مقصدِ زندگی بنالیں اور

☆ ایک ایسی قرآن اکیڈمی کا قیام جو قرآنِ حکیم کے فلسفہ و حکمت کو وقت کی اعلیٰ ترین علمی سطح پر پیش کر سکے۔

☆ ☆ ☆